Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | ہفتہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ - ۱۴ امان ۱۳۷۱ ہش - ۱۴ مارچ ۱۹۹۲ء | نمبر ۶۴

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دُعاؤں کی تحریک

جیسا کہ احباب جانتے ہیں حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند ہفتوں سے علیل ہیں۔ مختلف طبّی علاجوں کا سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی کامل شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ مولا کریم حضرت سیّدہ صاحبہ کو جلد تر صحت عطا کرے اور لمبی زندگی سے نوازے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ۔ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں۔ کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے۔ اب طاعون ہلاک کر رہی ہے۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا۔ جب موت کا پتہ نہیں کہ کس وقت آجائے گی۔ پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۳۴)

"تعجب ہے کہ انسان اس (دنیا) میں راحت اور آرام طلب کرتا ہے۔ حالانکہ اس میں بڑی بڑی تلخیاں ہیں۔ خویش و اقارب کو ترک کرنا۔ دوستوں کا جدا ہونا۔ ہر ایک محبوب سے کنارہ کشی کرنا۔ البتہ آرام کی صورت یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ دل لگایا جاوے جیسے کہا ہے کہ

جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

انسان ایک لحظہ میں خوشی کرتا ہے تو دوسرے لحظہ میں اسے رنج ہوتا ہے۔ لیکن اگر رنج نہ ہو تو پھر خوشی کا مزا نہیں آتا جیسے کہ پانی کا مزا اسی وقت آتا ہے جبکہ پیاس کا درد محسوس ہو اس لئے دَرد مقدّم ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۴۱)

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا معبود، محبوب اور مطاع نہ بناؤ

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"عظیم الشان اصولوں میں سے یہ اصل بتائی گئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود محبوب اور مطاع نہ بناؤ۔ اللہ وہ ذاتِ کامل ہے۔ جو ہر نقص سے منزّہ اور خوبی سے موصوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود۔ محبوب مطاع بنانا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا آنکھ سے بدنظری کرتا ہے یا نہیں؟ کان سے حرص و ہوا کی باتیں سنتا ہے یا نہیں؟ ناک کے خیال سے تکبّر اور فضول خرچیاں کرتا ہے یا نہیں؟ پھر زبان، ہاتھ، پاؤں غرض کل اعضاء فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں یا نہیں؟ مختصر یہ کہ کوئی خوف اور امید اگر مخلوق سے ہے تو سمجھ لو کہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) کے معنوں سے بےخبری ہے یا بے پروائی ہے۔

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو ماننے والا کسی کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہو سکتا اور نہ رکوع سجود کر سکتا ہے۔ ایسا ہی مخلوق کے لئے نہ قربانی دے سکتا ہے اور نہ اپنے مال کا ایک مقرر حصہ مخلوق میں سے کسی کے لئے الگ کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے الگ کرنے کا حکم ہے بلکہ ساری باتوں میں وہ اپنا معبود، مسجود اللہ ہی کو مانتا ہے۔ اور اپنی امید و بیم کو اسی سے وابستہ کرتا ہے۔ ہر ایک کام اس کی رضا کے لئے کرتا۔ یہاں تک کہ کھانا اس لئے کھاتا ہے کہ کُلُوْا کا حکم ہے اور پیتا اس لئے کہ اِشْرَبُوْا کا حکم ہے۔

باقی صفحہ ۷ پر

نادار یتیم طلباء کی تعلیم کیلئے شعبہ امداد طلباء کو عطایا بھجوائیں

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ کے شعبہ امداد طلباء سے مستحق نادار اور یتیم طلباء و طالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیّر احباب سے گذارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلباء بھجوائیں۔

ناظر تعلیم

سانحہ ارتحال

محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد امیر شاہ خان صاحب (سابق محافظ خاص حضرت فضل عمر و حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث) ساکن ۲۵/۲۲ دار العلوم وسطی۔ ربوہ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۹۲ء بروز بدھ صبح ساڑھے آٹھ بجے طویل علالت کے بعد بعمر ۷۰ سال وفات پاگئیں آپ مکرم محمد الطاف خان صاحب آف مردان کی بڑی بیٹی تھیں۔ بفضلہ تعالیٰ موصیہ تھیں۔ اسی روز بعد نماز مغرب بیت المبارک میں مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب قمر نے دعا کروائی۔

درخواست دُعا

آجکل مختلف کلاسوں کے سالانہ امتحانات ہو رہے ہیں۔ احباب تمام احمدی طلباء اور طالبات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے۔

نماز ہر قسم کے بُرے کاموں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۴۔ امان ۱۳۷۱ ہش ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۹۲ء

گُناہ کا تدارک ـ کوشش اور دُعا

کون ہے جو گناہ سے بچنا نہیں چاہتا۔ اور کون ہے جو یہ نہیں کہتا کہ وہ گناہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں بدی سے نفرت رکھی گئی ہے۔ جسے بھی انسان بدی سمجھتا ہے اس سے بچتا ہے۔ یا کم از کم بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود فطرت کے لئے یہ فیصلہ مشکل ہوتا ہے کہ کون سا کام بدی میں شمار ہوتا ہے اور کون سا اس زمرے میں نہیں آتا۔ ایسا کرنے کیلئے انسان کو علم کی ضرورت ہے۔ علم جو کسی حد تک انسان غیر شعوری طور پر اپنے ماحول سے حاصل کرتا رہتا ہے۔ جو کچھ وہ دیکھتا ہے۔ سُنتا ہے یا اس کے تجربہ میں آتا ہے اور کچھ وہ علم جو وہ شعوری طور پر حاصل کرتا ہے یہ علم اسے بتاتا ہے کہ بدی کیا ہے اور نیکی کیا ہے۔

گویا کہ بدی سے بچنے کیلئے بدی کے علم کی ضرورت ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ علم بھی کافی نہیں ہے۔ بدی سے نفرت کا ہونا ضروری ہے۔ بدی کے بُرے نتائج کا یقین ہونا بھی لازمی بات ہے۔ اور اس سلسلہ میں جزا سزا کا مسئلہ بھی نہائت اہم ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ بدی کا علم ہو۔ بدی سے نفرت ہو۔ اس کے بُرے نتائج کا یقین ہو تو انسان بدی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

لیکن کیا یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ وہ بدی سے کلیۃً بچ جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں۔

”جو شخص دعویٰ سے کہتا ہے کہ میں گناہ سے بچتا ہوں وہ جھوٹا ہے جہاں شیرینی ہوتی ہے وہاں چیونٹیاں ضرور آتی ہیں۔ اسی طرح نفس کے تقاضے تو ساتھ لگے ہی ہیں۔ ان سے نجات کیا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا ہاتھ نہ ہو تو انسان گناہ سے نہیں بچ سکتا۔“

بالفاظِ دیگر اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود۔ اور کوشش انسان کا فرض بھی ہے اور اس سلسلہ میں بنیادی بات بھی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت کے ہاتھ کو تلاش کرنا چاہیئے اور اسی کو اصل سہارا سمجھنا چاہیئے۔ انسان اپنی تمام تر کمزوریوں کو جان بھی نہیں سکتا اور جان بھی لے تو دُور بھی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کے نفس کی شیرینی کم ہو سکتی ہے نہ اس شیرینی پر چیونٹیاں آنی بند ہو سکتی ہیں۔ سوائے اس کے کہ خدا چاہے اور خدا مدد فرمائے۔ پس تمام تر کوشش کے بعد۔ یا یوں کہئے کہ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو دعا میں لگے رہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے اور کامیابی عطا فرمائے۔

اَوروں سے جو کہتا رہتا ہوں
مَیں خود بھی وہ کرتا ہوں کہ نہیں
یہ بات بڑی گمبھیر سی ہے
جُھک جاتی ہے اس پر میری جبیں

ابو الاقبال

دِل میں اُٹھی آج کس کی جستجو بیٹھے ہوئے
ہم جلا بیٹھے چراغِ آرزو بیٹھے ہوئے

عُمر بھر آنکھوں سے اَشکِ آرزو بہتے رہے
زِندگی گذری کنارِ آبجو بیٹھے ہوئے

بار ہا تنہائیوں میں بے خودی میں خود بخود
ہم نے اپنے آپ سے کی گفتگو بیٹھے ہوئے

وَجد میں نغمے سُنے ہیں رقص میں دیکھی فضا
مُضطرب اُڑتے بگولے چار سُو بیٹھے ہوئے

یہ محبت کے جہاں کی راز کی اِک بات تھی
آ گئی یعقوبؑ کو یُوسفؑ کی بُو بیٹھے ہوئے

رُخ سے پردے کو اُلٹ کر آ گئے وہ سامنے
کُفر و ایماں ہم نے دیکھا رُوبرُو بیٹھے ہوئے

اِک اُچٹتی سی نظر نے دِل لیا، ایماں لیا
ہم نے اپنی کھو دی ساری آبرُو بیٹھے ہوئے

ہم سے تم عہدِ وفا کی قبلہ رُو لے لو قسم
مُدّتوں تم کو پکارا قبلہ رُو بیٹھے ہوئے

لوگ سمجھیں کس طرح کہ شاعری وہ روگ ہے
فیضؔ جس میں صَرف ہوتا ہے لہُو بیٹھے ہوئے

فیضؔ چینگوی

دار الاکرام

حضور کے ارشاد کے تحت ربوہ میں ایک ادارہ دار الاکرام کے نام سے کھولا جا رہا ہے۔ اس کی عمارت بفضلہ تعالیٰ بیوت الحمد کے ساتھ تیار ہو چکی ہے۔

اس ادارہ میں ایسے مستحق یتامیٰ داخل کئے جائیں گے۔ جن کی تعلیم و تربیت کا فریضہ کسی طور بھی انفرادی سطح پر نا ممکن ہو۔ اور جماعتی تربیت کے تحت اُن کی پرورش اور تعلیم مقصود ہو۔ اگر آپ کے حلقہ میں کوئی ایسا مستحق یتیم طالب علم ہو جس کے لئے اس مرکزی بورڈنگ میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا مفید اور مناسب اور ضروری ہو تو ایسے یتامیٰ کے مکمّل کوائف مقامی انتظام جماعت کی تصدیق اور امارت کی سفارش کے ساتھ مرکز کو بھجوائیں۔

امراءِ اضلاع سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقۂ امارت میں تفصیلی جائزہ لے کر ایسے بچّوں کے مکمّل کوائف اپنی تصدیق اور سفارش کے ساتھ مرکز کو ارسال کریں۔

(سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی دار الضیافت۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پندرہ روزہ "المصلح" سے ——— اقبال جعفر

اشتراکیت کا اعتراف شکست سے انکار

یہ مضمون تقریباً پانچ سال قبل از وقت لکھا گیا ہے مستقبل میں ہونے والے واقعات کا اندازہ جس قدر پہلے ہی لگایا جا سکے اچھا ہے۔ دوسرے اس مضمون کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ سوویت سوشلسٹ مملکت کے خاتمہ کے ساتھ سماجی دولت کی تقسیم کی دو ہزار سالہ بحث ختم نہیں ہو گئی۔ اس مضمون میں یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ مغربی آزاد خیال جمہوریتوں میں رائج منافع کیلئے خرید و فروخت کے معاشی نظام کی حالیہ فتح مندی کی وجہ سے یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ نسل انسانی نظریاتی ارتقاء کی آخری منزل پر پہنچ گئی ہے۔

سوویت مملکت کا خاتمہ اس لئے ہوا کہ وہ ایک مملکت تھی اور مملکت کی طرز پر بنائی گئی تھی۔ وہ تاریخ کا حصہ اس لئے بن گئی کہ جب کبھی کوئی سوسائٹی فقط اعتقادات کی بنیاد پر قائم کی جاتی ہے اور جبر کے ذریعہ ان اعتقادات کو منوایا جاتا ہے تو انجام کار وہ سوسائٹی ختم ہو جاتی ہے۔ لوگوں کو مجبور کر کے اعتقادات قبول کروانے اور ظلم کو روا رکھنے کے ذریعہ سماجی معاملات میں موسم بہار کی خوشگوار فضا نہیں پیدا کی جا سکتی ہے ظلم کے نتیجے میں خزاں ہی آتی ہے جو ہر چیز کو خس و خاشاک میں تبدیل کر دیتی ہے۔

سوویت یونین کی زبردست فوجی طاقت اس کی تسلیم شدہ ناکارہ معیشت کے لئے ایک بوجھ بن گئی تھی۔ وہ فوجی طاقت نہ صرف بوجھ تھی بلکہ اس کی کوئی نظریاتی بنیاد بھی نہ تھی۔ سوویت فوج صرف ظلم و تشدد اور ملک گیری کی ہوس کو پورا کرنے کا آلہ کار تھی۔ استعماری ملک گیری کی اس ہوس کے محرکات وہی تھے جو آج تک مختلف اقوام عالم اور نسلی گروہوں میں بلا تفریق مذہب و ملت اس طرح کی ہوس پیدا کرتے رہے ہیں۔

ایک ایسے نظام کی ناکامی کے اسباب آسانی سے معین کرنا مشکل ہیں۔ جو سوویت یونین کے نظام کی مانند فاشزم اور مارکسزم کے اصولوں کو ملا کر بنایا گیا ہو اور اس طرح اس پر داخلی تفرقہ کی صلیب رکھ دی گئی ہو۔ سوویت مملکت کا خاتمہ اور وہاں کے لوگوں میں منافع کے لئے کاروبار کے معاشی نظام کو نئے اپنانے والوں کا حالیہ عروج ہم کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ ہم اشتراکی تجربات کو ختم کرنے کا اعلان کر دیں، باوجود اس کے کہ سوویت یونین اور اس کا اشتراکی نظام ایک ساتھ ختم ہوئے ہیں۔ ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ برطانوی مملکت اس وقت ختم ہوئی جب وہاں سوشلسٹ حکومت تھی، پھر بھی ہم برطانوی مملکت کے خاتمہ پر سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کا نہ اعلان کر سکتے تھے اور نہ ہم نے ایسا کوئی اعلان کیا۔

ہم اس وقت جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ اشتراکیت کا پہلا تجرباتی دور ختم ہو گیا۔ یہ دور جو کہ گذشتہ ستر سال پر پھیلا ہوا ہے۔ جنگ اور جنگ کے خوف کے ماحول میں شروع اور ختم ہوا۔ اس تجربہ کا دوسرا دور امن کے ماحول میں شروع ہوا ہے اور تمام دنیا کی خواہش امن کی وجہ سے زندہ ہے۔ پہلا دور سوویت معیشت اور اس کے سیاسی ڈھانچے کو توڑ پھوڑ کر ختم ہو گیا۔ دوسرا دور چین کی معیشت کو بجائے تصادم کے جذبہ کے مقابلے کی روح کے ساتھ چلانے سے شروع ہوا ہے اور وہ تیز رفتاری حاصل کر رہا ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ یہ دور زیادہ بامقصد اور فیصلہ کن ہو گا۔

بقائے باہمی کے موجودہ ماحول میں اشتراکی نظام اور منافع کی خاطر خرید و فروخت کے معاشی نظام، دونوں کی خرابیاں دور کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ خرابیاں ایک دوسرے کے خوف اور نفرت کی وجہ سے اور متضاد مفروضات اور مصلحتوں کو اکٹھا کر کے نظریات کا درجہ دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ یعنی مارکس، لینن اور سٹالن کے وہ مفروضات جن کو عقیدہ کی شکل دے دی گئی اور جو آئین کی اصلاح کے لئے آزاد خیال اور جمہوریت پسند مغربی ممالک ان راسخ العقیدہ قدامت پسندوں اور آمروں کے طرفدار ہو گئے۔ جو عوام میں مقبول نہ تھے۔

اگر غیر جانبدارانہ نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو اب اشتراکی نظام اور منافع کی بنیاد پر خرید و فروخت کا نظام، ہر دو ایک دوسرے کے ساتھ مقابلے کی بنیاد پر ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں کیونکہ اب دونوں کی خامیاں واضح ہو چکی ہیں۔ اشتراکی معاشی نظام میں عمومی نااہلی اور سرمایہ دارانہ نظام میں عدم مساوات ناگزیر ہیں۔ میرے نزدیک ہر دو نظام کے متعلق مذکورہ رائے متوازن ہے۔

یہاں پر ایک ایسا اخلاقی سوال پیدا ہوتا ہے جو حالیہ وقت میں کامیاب ہونے والوں کے ضمیر کو جھنجھوڑ دے گا۔ کیا عمومی نااہلی پر عدم مساوات کی فتح حیات ایک مستقل صورت حال بن سکتی ہے؟ ہم یہ سوال بھی اٹھا سکتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام کے سب سے زیادہ دولت مند ممالک جن کے دس کروڑ باشندے انتہائی غربت میں زندگی بسر کرتے ہیں، کیا وہ اپنے سماجی اور معاشی مسائل کے حل کرنے میں مکمل طور پر کامیاب ہو چکے ہیں؟ ہم کو یقین ہے کہ مذکورہ بالا دونوں سوالوں کا جواب اثبات میں نہیں دیا جا سکتا ہے۔

لینن اور سٹالن کے شکستہ اور بکھرے ہوئے مجسمے غالباً اب دوبارہ بنا کر کھڑے نہ کئے جا سکیں گے لیکن عدل و انصاف اور مساوات یعنی سماج کا نصب العین بالشویزم کے ملبے کے نیچے دفن نہیں کیا جا سکتا۔ اس مفروضہ پر کہ سوویت یونین کے خاتمے سے آخری فیصلہ ہو گیا ہے۔ غربت اور محرومی کے شکار دنیا کے ان لاکھوں غموں کے مارے ہوئے انسانوں کو (جن کی تعداد پانچ ٹریلین ڈالر کی امریکی معیشت میں بتیس ملین ہے) یہ یقین نہیں دلایا جا سکتا ہے کہ معاشی اور سماجی عدل و انصاف کے بارہ میں انسانی تخیل نے سوچنا ختم کر دیا ہے۔

یہ حقیقت کہ مجموعی قومی آمدنی میں انتہائی غریب بیس فیصد آبادی کا حصہ چین میں بارہ فیصد ہے اور امریکہ میں صرف چار فیصد۔ اس بات کا کافی جواز رکھتی ہے کہ چین اپنے اشتراکی تجربے کو جاری رکھے۔ خرید و فروخت کی آزادی ہی غالباً خوشی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ نہیں ہے اور نہ زائد پیداوار اور خرچ کرنے کی صلاحیت ہی حیات انسانی اور آزادی کے نیک مقاصد میں شمار ہو سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا وجوہ سے چین کی آواز صدا بصحرا نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عدل و انصاف پر مبنی اور اخوت انسانی کے جذبہ کے تحت دولت کی تقسیم کے اصولوں کی تلاش اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک دولت مندی کے درمیان غربت موجود ہے۔ اور فلاکت و بدحالی کے بالمقابل دولت کی فراوانی ہے۔ اس بات کا امکان نظر آ رہا ہے کہ سابق سوویت یونین کے اصلاح شدہ اشتراکی جلد ہی چین کے طرز پر چلنے لگیں۔ پولینڈ اور مشرقی جرمنی میں پہلے ہی اپنے ماضی کی طرف واپسی کی خواہش کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ اس طرح یہ سب مل کر مغربی یورپ کے سوشل ڈیماکریٹس (SOCIAL DEMOCRATS) کی رفاقت اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو اس وقت تاریخ کے ایک زبردست دھارے کے ذریعہ مختلف خیالات اور نظریات کے مابین ایک نیا ربط پیدا ہو جائے گا جس کو عالمی نظام نو کا نام دیا جائے گا۔

آنے والے وقت میں جب جذبات ٹھنڈے ہو جائیں گے اور سرد جنگ برپا کرنے والے معدوم ہو جائیں گے۔ اس وقت اشتراکیت کے حامی اور آزاد خیال اور جمہوریت پر یقین رکھنے والوں پر یہ تعجب خیز حقیقت روشن ہو جائے گی کہ دونوں کے نظریات کا محرک ایک ہی سرچشمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ محرک انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ایک معقول تصور ہے۔ وہ آفاقی تصور انیسویں صدی کے صنعتی جمہوری طرز زندگی کی پیداوار ہے جس نے زمانہ جدید کے اشتراکی فلسفہ کو جنم دیا۔ جس طرح سٹالن نے اس اشتراکی نظام کا مسلح زور آزمائی کے ساتھ نفاذ کیا۔ اس کے نتیجہ میں جو گرمی پیدا ہوئی، گرد و غبار اور دھواں اٹھا اس نے ہر جگہ انسان کی فلاح و بہبود کے اس معقول آفاقی تصور کو سخت نقصان پہنچایا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ دونوں متحارب گروہ عالمی منظر پر نظر ڈالیں اور مل جل کر جداگانہ طریق پر ایک بہتر عالمی نظام قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔

اب صرف افہام و تفہیم اور تعاون کے ساتھ مذکورہ بالا مقصد کے حصول کی کوشش کا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قدرت نے خود ہی اس معاملے میں جو ایک طرح سے انسان کا ایک داخلی سماجی مسئلہ تھا اس میں دخل اندازی کر دی ہے۔ مصرفانہ رجحان رکھنے والی طرز زندگی سے پیدا ہونے والے قدرتی نتائج مثلاً دنیا کے درجہ حرارت میں زیادتی، ناقابل تجدید معدنی اور پیداواری وسائل اور اوزان کی تہ (OZAN LAYER) میں کمی، ماحولیاتی کثافت کا پھیلاؤ، بعض اقسام کے جانداروں کا خاتمہ۔ ان سب نے مل کر کرۂ زمین پر بسنے والے ہر جاندار کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ یہ حالت دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی سے اس قدر نہیں پیدا ہوئی ہے جتنا کہ اس طرز زندگی سے جو منافع کے لئے خرید و فروخت کے دولت مند معاشی نظام نے پیدا کیا ہے۔ اگر دنیا بھر کی آبادی میں سے صرف ایک بلین آبادی کو بھی شمالی امریکہ والوں کا طرز زندگی اور اخراجات کا معیار دے دیا جائے تو دنیا بھر کی ساڑھے پانچ بلین آبادی کے ناقابل تجدید وسائل کے موجودہ خرچ سے بیس فیصد زیادہ خرچ ہو گا اور اس کے نتیجہ میں ماحول میں کہیں زیادہ کثافت اور زہر پھیلے گا۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح ہے کہ منافع کے لئے خرید و فروخت کرنے والے معاشی نظام والے دنیا بھر کے ملکوں میں سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملکوں کے لوگوں کا طرز حیات کرۂ ارض پر بسنے والے دوسرے جانداروں اور ان سب کے مشترک ماحول میں موجود مکمل باہمی ربط سے چلنے والے قدرتی نظام سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ بلا کسی پابندی اور منصوبہ بندی کے خرید و فروخت اور پیداوار

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد احمد خان ۔ دار النصر غربی۔ ربوہ

انرجی اور سپر کنڈکٹر

پوری دنیا میں آج کل انرجی کا بحران ہے۔ یہ کیوں نہ ہو — ایک طرف تو آبادی کا ہوشربا اضافہ اور دوسری طرف فی کس توانائی کا خرچ بھی اندھا دھند بڑھ رہا ہے۔ لہٰذا توانائی کے موجودہ ذخائر تیزی سے ختم ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں کیا کرنا ہے۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ دنیا بھر کے سائنسدان دن رات نت نئی ایجادات اور دریافت کرنے کی کوشش میں برسرِ پیکار ہیں کہ توانائی کو ضائع ہونے سے نہ صرف بچایا جائے بلکہ نئے ذرائع بھی ڈھونڈے جائیں۔ زندگی کے ہر پہلو میں نئی جدت سے کام کیا جا رہا ہے۔

اگر ہم آپ کو یہ بتائیں کہ مستقبل قریب میں ایک ایسی ریلوے ٹرین بننے والی ہے جو ہوائی جہاز کی رفتار یعنی ۶۰۰ میل فی گھنٹہ سے چلے گی اور جس میں ایک جہاز کے مقابلہ میں کہیں زیادہ یعنی ۹۰۰۰ (نو ہزار) مسافروں کی گنجائش ہو گی۔ جب کہ موجودہ ٹرین میں تیز ترین ٹرین دو ڈھائی سو میل فی گھنٹہ کے رفتار سے صرف ڈھائی سو مسافروں کو لے کر چلتی ہے اس تیز رفتار ٹرین کی ایجاد سے انرجی کی بہت زیادہ بچت ممکن ہے۔ اگرچہ دنیا میں بجلی ایک بھاری مقدار میں پیدا کی جاتی ہے۔ اس کی ترسیل چونکہ کاپر یا ایلومینیم کی تاروں سے ہوتی ہے جس میں مزاحمت کی وجہ سے توانائی کی ایک خاصی بڑی مقدار اس بجلی کی ہزاروں میل دور دراز علاقوں میں ترسیل سے ضائع ہو جاتی ہے۔ توانائی کے اس قسم کے ضیاع کو کم از کم کرنے کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

سائنسدان ایک ایسا میٹریل دریافت کرنے میں مصروف ہیں جو بجلی کی رَو کے بہاؤ کے لئے کوئی مزاحمت پیش نہیں کرتا اور بجلی کی ترسیل خواہ ہزاروں میل دور کیوں نہ ہو اس سے توانائی ضائع نہیں ہوتی۔ مزید یہ کہ اس میٹریل کی کئی ایک خاصیتوں کی وجہ سے کئی ایک مفید کام کئے جاتے ہیں اس میٹریل کو سپر کنڈکٹر کہتے ہیں۔ اس میں خرابی یہ ہے کہ آج تک جو بھی ایسے میٹریل بنائے گئے ہیں وہ انتہائی سرد درجہ حرارت یعنی قطبین پہ پائی جانے والی سردی سے بھی کہیں زیادہ ٹھنڈے ماحول میں ہی سپر کنڈکٹر ہوتے ہیں۔ مگر گرم کرنے پر ان کی یہ خاصیت جاتی رہتی ہے۔ بہرحال سائنسدانوں کی کوشش ہے کہ ایسے مزید میٹریل بنائے جائیں جو عام درجہ حرارت پر بھی سپر کنڈکٹر ہوں اور توانائی ضائع نہ ہو۔

توانائی کا مسئلہ اتنا اہم کیوں ہے! توانائی یا انرجی ہم کوئلہ تیل گیس اور ایٹمی توانائی سے حاصل کرتے ہیں۔ مگر آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ انرجی کے یہ ذرائع ہماری ہمیشہ کی ضرورت پوری نہیں کر سکتے یونائیٹڈ نیشنز کے ایک ذیلی ادارہ کی رپورٹ کے مطابق موجودہ کوئلہ کے تمام ذخائر صرف ایک سو سال کے لئے کافی ہیں جبکہ تیل کے ذخائر صرف تیس سال کے لئے۔

— آبادی کو بھی دیکھئے کہ کس تیز رفتاری سے دنیا کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

سن	آبادی
دس ہزار سال قبل مسیح میں	صرف ایک کروڑ نفوس
سن صفر عیسوی میں	تیس کروڑ
سترہ سو "	ساٹھ "
اٹھارہ سو "	ایک عرب ساٹھ کروڑ
۱۹۸۵ء میں	چار عرب ساٹھ کروڑ
جولائی ۱۹۸۷ء "	پانچ ارب
۲۰۰۰ء تک ممکنہ آبادی	چھ ارب

جہاں ماضی میں آبادی میں اضافے کی شرح یہ تھی کہ صفر عیسوی سے ۱۷۰۰ء تک سترہ صدیوں میں آبادی صرف دوگنی ہوئی مگر بیسویں صدی کے صرف ایک سو سال کے عرصہ میں آبادی تقریباً چار گنا ہو گئی۔ آبادی کے اس زبردست اضافے کے ساتھ ساتھ ایک چیز — انرجی کا فی کس استعمال بھی — آج کی دنیا میں بہت بڑھ گیا ہے۔

جاپان۔ کوریا۔ تائیوان میں تیار ہونے والی بجلی کی مصنوعات دھڑا دھڑ ساری دنیا میں پہنچ رہی ہیں اور تقریباً ہر ملک میں اربوں روپیہ اس پر صرف ہو رہا ہے۔ اور نتیجتاً دنیا بھر میں انرجی کے استعمال میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

دنیا بھر میں انرجی کی کھپت میں جو اضافہ ہو رہا ہے۔ ذرا اس پہ بھی اک نظر!

آج سے صرف دو صدیاں پہلے جب موجودہ دور کی کوئی جدید سہولت میسر نہ تھی مثلاً ہوائی جہاز، ریل، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ اس وقت دنیا بھر کے انسان کو صرف دو کلوواٹ آور کی انرجی یومیہ درکار تھی۔ کلوواٹ آور — توانائی کی پیمائش کا پیمانہ ہے اگر دو سو واٹ کا ایک بلب دس گھنٹے مسلسل جلتا رہے تو جس قدر بجلی وہ استعمال کرے گا اس کو دو کلوواٹ آور کہیں گے۔

آج کے دور میں بھی پسماندہ افریقی ممالک میں عام انسان دو کلوواٹ آور یومیہ توانائی ہی استعمال کر رہے ہیں جبکہ جنوب مشرقی ایشیا کے سارک ممالک جن میں پاکستان انڈیا وغیرہ شامل ہیں کے لوگ نو کلوواٹ آور فی کس یومیہ توانائی استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ یورپین ممالک برطانیہ سویڈن۔ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے باشندے ایک سو تیس کلوواٹ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا عام آدمی دو سو پچاس کلوواٹ آور کی توانائی ایک دن میں پھونک ڈالتا ہے۔ یوں ایک اکیلے امریکی کے لئے اٹھائیس ۲۸ پاکستانیوں کے برابر توانائی کی ضرورت ہے۔

اس طرح آج کا جدید انسان اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کی کوشش میں انرجی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کر کے موجودہ انرجی کے ذخائر کو تیزی سے اختتام کی طرف دھکیل رہا ہے۔

ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ سائنسدان ایسی چیزیں دریافت کریں جو کم خرچ اور بالانشیں ہوں — بلند درجہ حرارت پر کام کرنے والے سپر کنڈکٹر کی دریافت بھی اسی زمرے کی کڑی ہے۔ ایک وقت تھا کہ سائنسدان یہ خیال کرتے تھے کہ بلند درجہ حرارت کے سپر کنڈکٹر کی تیاری محض ایک خواب و خیال ہے مگر پچھلے سالوں میں اس میدان میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ ۱۹۷۳ء میں جو میٹریل سپر کنڈکٹر بنایا گیا تھا وہ صرف منفی چار سو اٹھارہ ڈگری فارن ہائیٹ پر ہی کام کر سکتا تھا۔ اس میں ترقی کی گئی تو ۱۹۸۶ء میں زیورخ۔ سوئٹزرلینڈ میں ۳۹۲ ڈگری پر کام کرنے والے سپر کنڈکٹر کی دریافت کے بعد دنیا کی متعدد لیبارٹریوں میں کام دن رات شروع کیا گیا۔ بالآخر صرف ۵۴ ڈگری فارن ہائیٹ پر کام کرنے والا سپر کنڈکٹر بنانے میں بعض لوگ کامیاب ہوئے۔ لیکن ابھی بھی بہت کام کرنے والا ہے۔ اس درجہ حرارت کو مزید بڑھانا ہے تاکہ ایسے میٹریل جو عام درجہ حرارت یعنی ۱۰۰ درجے فارن ہائیٹ کے لگ بھگ پہ کام کر سکیں۔ اس سے انرجی کا ضیاع کم ہوگا اور کم توانائی سے چلنے والے آلات اور مشینیں دریافت ہو جائیں اور ہم ایک روشن کل کے لئے انرجی بچا سکیں گے۔

محمد امتیاز خالد ۔ مربی سلسلہ

فضول خرچی

ارشادِ نبوی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔

ارشاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرمایا

"امراء بہت سے فضول خرچ رکھتے ہیں۔ جس سے آخر کو انہیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر وہ اعتدال کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں تو کچھ حرج نہیں"۔

ارشادات حضرت فضل عمر فرمایا۔

"حضرت امام جماعت الاول سنایا کرتے تھے کہ ایک شخص کو اپنے باپ کی بہت سی دولت مل گئی۔ اس نے اپنے دوستوں اور آشناؤں کو بلا کر پوچھا کہ مجھے دولت خرچ کرنے کا کوئی طریق بتاؤ۔ کسی نے کچھ بتایا اور کسی نے کچھ۔ لیکن اسے کوئی پسند نہ آیا۔ ایک دن وہ بازار سے گذر رہا تھا کہ بزاز کی دکان سے کپڑے پھاڑنے کی آواز آئی۔ جو اسے پسند آ گئی۔ اور اس نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ میرے سامنے روزانہ کپڑے کے تھان لا لا کر پھاڑا کرو۔ چنانچہ روزانہ اس نے کپڑوں کے تھان پھڑوانے شروع کر دیئے۔ اور صبح سے شام تک اسی کا یہی شغل رہتا کہ لوگ بیٹھے تھان پھاڑ رہے ہیں۔ اور وہ چر چر کی آواز سن کر خوش رہا ہے۔ اب خرچ کرنے کو تو اس نے بھی اپنا روپیہ خرچ کیا۔ مگر یہ کیسا نامعقول خرچ تھا"۔

پھر حضور فرماتے ہیں: "اس زمانہ میں زیادہ تر شادی بیاہ کے موقعہ پر لوگ اپنی ناک رکھنے کے لئے زیورات وغیرہ پر طاقت سے زیادہ روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ جو انجام کار ان کے لئے کسی خوشی کا موجب نہیں ہوتا کیونکہ انہیں دوسروں سے قرض لینا پڑتا ہے۔ جس کی ادائیگی انہیں مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ...... جس کے پاس نقد روپیہ موجود نہیں وہ اگر ناک رکھنے کے لئے قرض لے کر روپیہ خرچ کرے تو اس کا فعل اسراف میں داخل ہے"

اور آپ فرماتے ہیں۔ "اس زمانہ میں (دین) کی اشاعت کے لئے ہمیں کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے۔ مختلف ممالک اور اکناف سے ہمیں آوازیں آ رہی ہیں کہ ہماری طرف ایسے لوگ بھیجے جائیں جو ہمیں (دین) کی تعلیم سکھائیں۔ ایسا لٹریچر بھیجا جائے جو ہمارے شبہات کا ازالہ کرے۔ اگر اس وقت ہماری جماعت کا کوئی فرد اپنے کھانے اور پینے اور پہننے کے اخراجات تخفیف نہیں

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ___ نون رسین

نائیجیریا میں انتخابات

نائیجیریا میں ابراہیم بابن گیڈا کو حکومت کرتے ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے ہیں اور اب فوجی حکومت کی جگہ سویلین حکومت کو دینے کے لئے بابن گیڈا کے پروگرام کے مطابق ۵ نومبر کو ایک ایوان نمائندگان کا انتخاب ہو گا اور ایک انتخاب سینیٹ کے لئے ہو گا۔ ان دونوں انتخابات کے ایک ماہ بعد یعنی ۵ دسمبر کو صدر مملکت کا انتخاب ہونا قرار پایا ہے۔ جب یہ انتخابات مکمل ہو جائیں گے تو کہا جا سکتا ہے کہ تیسرا جمہوری دور شروع ہو گا۔ نائیجیریا کو ۱۹۶۰ء میں مکمل آزادی ملی تھی۔ اور اس وقت سے اب تک جمہوریت کو بہت کم موقع ملا۔ اور فوجی حکومت خاصا زیادہ عرصہ اقتدار پر قابض رہی۔ سب سے پہلے جمہوری وزیر اعظم الحاج سر ابو بکر تفاوا بالیوا تھے جنہوں نے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک حکومت کی اور ان کے بعد الحاج شیخو شگاری۔ جنہوں نے ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۳ء تک حکومت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ نائیجیریا کے سب سے پہلے وزیر اعظم سر ابو بکر تفاوا بالیوا کو جنوری ۱۹۶۶ء میں ہلاک کر دیا گیا اور ان کی جگہ جنرل ایرانسی IRONSI نے لی۔ جنہیں جولائی ۱۹۶۶ء میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے بعد جنرل گوون (GOWON) کی باری آئی جنہوں نے ۹ سال حکومت کی اور ان کے عرصہ حکومت میں بیافرا کی علیحدگی کا سوال بھی پیدا ہوا۔ لیکن یہ خیال کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکا۔ البتہ ۱۹۷۵ء میں جنرل گون کو حکومت سے الگ کر دیا گیا اور ان کی جگہ جنرل محمد نے لی۔ انہوں نے حکومت میں آتے ہی اس بات کا اعلان کیا کہ وہ سویلین حکومت کی تشکیل دینے کے لئے آئے ہیں۔ لیکن ان کو جلد ہی قتل کر دیا گیا۔ ان کے بعد جنرل اوباسانجو OBASANJO نے ۱۹۷۹ء تک حکومت کر کے اقتدار شیخو شگاری کے حوالے کر دیا۔ وہ ایک دفعہ صدارت کی ٹرم پوری کرنے کے بعد جب دوسری دفعہ صدارت کے لئے منتخب کئے گئے۔ تو انہیں دسمبر ۱۹۸۳ء میں صدارت سے الگ کر دیا گیا۔ جنرل بخاری نے ۱۹۸۳ء کے آغاز میں اقتدار پر قبضہ کیا اور اس بات کا اعلان کیا کہ وہ تمام بے ضابطگیوں کو ختم کر کے دم لیں گے۔ ۱۹۸۵ء میں انہیں حکومت سے الگ کر دیا گیا ان کے بعد جنرل بابن گیڈا جو اب حکمران ہیں نے اقتدار سنبھالا اور جنرل بخاری پر یہ الزام لگایا کہ وہ شگاری ہی کی طرح کی حکومت کر رہے تھے۔ تقریباً دس سالہ حکومت کے بعد اب وہ ملک میں سویلین حکومت تشکیل دینا چاہتے ہیں۔ اب جو حکومت تشکیل دی جائے گی اس کا نام عام طور پر لوگوں نے تھرڈ ریپبلک رکھا ہے۔ اس لئے کہ یہ تیسرا جمہوری تجربہ ہو گا مئی اور جون میں صدارتی انتخاب کے ابتدائی مراحل طے کئے جائیں گے۔

اس وقت ملک میں صرف دو پارٹیوں کو سیاست میں حصہ لینے کی اجازت ہے۔ ان میں سے ایک نیشنل ریپبلکن کنونشن ہے۔ اور دوسری سوشل ڈیموکریٹک پارٹی۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ ان دونوں کے منشور میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ لیکن دونوں اپنی اپنی جگہ پر نہایت زور شور سے مہم چلا رہی ہیں۔ پہلے اکثر یہ ہوتا تھا کہ یہ مہم جلسوں اور جلوسوں کے ذریعے چلائی جاتی تھی۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جلسوں اور جلوسوں سے بیزار ہیں اس لئے یہ دونوں پارٹیاں اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے اپنا کام کر رہی ہیں جہاں تک اخبارات میں اشتہارات کا تعلق ہے تقریباً ہر اخبار کا ایک صفحہ دس ہزار نائرہ میں فروخت ہوتا ہے اور ٹیلی ویژن پر ایک منٹ کے لئے چھ ہزار نائرے دینے پڑتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جب صدارت کے انتخاب کے لئے مہم چلے گی تو یہ رقوم اور بھی زیادہ ہو جائیں گی۔ روپیہ خاصی مقدار میں موجود ہے اور لوگ اسے خرچ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اسی لئے وہ اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو خوب خوب استعمال کر رہے ہیں۔ حکومت کے خلاف جو باتیں پیش کی جا رہی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ کرنسی کی قیمت بہت کم ہو گئی ہے۔ تجارت بھی بہت پیچھے چلی گئی ہے اور جہاں تک انتظامیہ کا سوال ہے وہ بالکل غیر مؤثر ہو کر رہ گئی ہے مہم چلانے والی دونوں سیاسی پارٹیاں زیادہ زور اس بات پر دے رہی ہیں کہ وہ کرنسی اور تجارت کو اصلی حالت پر لائیں گی۔ اور لوگوں کی صحت اور تعلیم کا مکمل انتظام کریں گی۔ جہاں تک کرنسی کی قیمت کا تعلق ہے پہلے ایک نائرہ ایک ڈالر کے برابر تھا۔ اب پندرہ نائرے ایک ڈالر کے برابر ہیں۔

گورباچوف کا کالم

بتایا گیا ہے کہ عنقریب سابق صدر میخائل گورباچوف امریکہ کا سولہ روزہ لیکچر دورہ کریں گے۔ اگرچہ دورے کے آغاز کی تاریخ تو معین طور پر نہیں بتائی گئی۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ وہ امریکہ کا دورہ کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے اس سلسلے میں ایک پروگرام طے کر لیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گورباچوف نے اٹلی کے ایک اخبار لاپمپا LA PAMPA کے لئے ایک ماہانہ کالم لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کالم امریکہ برطانیہ اور جرمنی کے اخبارات میں بھی شائع ہو گا۔ کہا جاتا ہے کہ گذشتہ دنوں برطانوی ٹیلیویژن سے گورباچوف اور اس کی بیوی نے بتایا کہ ان کی ماہانہ تنخواہ تین ہزار نو سو روبل ان کے صرف بل ادا کرنے کے لئے کافی ہے۔

جرمنی کے اخبار BILD نے گورباچوف کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے کسی بھی عدالت میں حاضر ہونے کو تیار ہیں لیکن وہ اس بات کی ہرگز تائید نہیں کر سکتے کہ موجودہ حالات میں وہ قربانی کا بکرا بنے رہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ سخت مزاج کمیونسٹ کہتے ہیں کہ سوویت یونین ان کی وجہ سے تباہ ہوا اور وہ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے حالات کو اس درجہ تک پہنچایا۔ گورباچوف نے کہا اگر معاشرہ چاہتا ہے کہ مجھ سے اس قسم کے سوال پوچھے جائیں تو میں ان کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے سے مجھے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیرا سٹرائیکا ایک نہایت ضروری سکیم ہے لیکن اس کی وجہ سے کوئی شخص مجھے قربانی کا بکرا بنانے میں درست نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سینکڑوں خطوط ایسے ملتے ہیں جو میری حمایت میں ہوتے ہیں۔ صرف ایک خط ایسا ملا ہے جس میں مجھ سے کہا گیا ہے کہ مجھے خودکشی کر لینی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات انتہائی طور پر غلط ہے کہ میں نے اپنی ذات کے لئے کوئی روپیہ اکٹھا کیا ہے۔ میں دنیا کے تمام بنکوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر ان کے ہاں میرے نام کا کوئی اکاؤنٹ ہو تو وہ اس بات سے دنیا کو آگاہ کریں۔

جب ان سے یہ کہا گیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں ان کے کئی مکانات ہیں تو انہوں نے کہا یہ بات بالکل غلط ہے۔ میرے پاس حکومت کا دیا ہوا ایک ہی مکان تھا۔ وہ میں نے واپس کر دیا ہے۔ انہوں نے زور دے کر یہ بات کہی کہ وہ روس کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ میں یہیں رہوں گا اور یہاں کی حکومت سے پوری طرح تعاون بھی کروں گا اور اس کی مدد بھی کروں گا میرے کوئی ذاتی سیاسی پروگرام نہیں ہیں اور نہ میں کوئی سیاسی پارٹی بنانا چاہتا ہوں۔ اب میں روس کی حکومت کی ہر ممکن مدد کرتا رہوں گا۔

قالین بافی اور بچے

ایک اندازے کے مطابق اس وقت پاکستان میں پانچ لاکھ بچے قالین بافی کر رہے ہیں جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے وہاں سنا جاتا ہے کہ سات لاکھ بچے قالین بافی کی صنعت میں مزدوری کا کام کر رہے ہیں۔ پاکستان ہندوستان اور سویڈن کے جبری مزدوری سے آزادی کے فرنٹ نے مطالبہ کیا ہے کہ قالین بافی کی صنعت سے بچوں کو آزاد کیا جائے۔ اور یہ مطالبہ پاکستان ہندوستان اور سویڈن کے لئے کیا گیا ہے۔ پاکستان کی اس تنظیم کے صدر امان اللہ خان اور کیلاش ستیارتھی جو اس تنظیم کے جنرل سیکرٹری ہیں نے کہا ہے کہ بچوں سے مزدوری لینا عالمی قوانین اور عالمی عزائم کے خلاف ہے بلکہ اس سے انسانی اقدار کی بھی تذلیل ہوتی ہے۔ انہوں نے بیرونی ممالک کے قالین کے خریداروں سے کہا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مدد کریں۔ یہ بیرونی خریدار لاہور میں لگائی گئی قالینوں کی نمائش کے سلسلے میں آئے تھے۔ اور ان لوگوں سے قالینیں خریدنا چاہتے تھے۔ جو اس صنعت میں بچوں سے کام نہیں لیتے۔ انہوں نے کہا کہ اس موقع پر جو کہ ایک عالمی نمائش کا نہایت اہم موقعہ ہے یورپ امریکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دیگر ممالک کے قالین برآمد کنندگان کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ وہ ایسے قالین بافوں کے قالین نہیں خریدیں گے جو اپنی صنعت میں بچوں کو مزدور کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو واقعی قالین باف ان بچوں کو اس صنعت میں کام نہیں دیں گے۔ دوسری طرف یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب بچوں کو اس صنعت سے نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے تو ان کے غریب والدین جو اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام نہیں کر سکتے اور گھر کے اخراجات بھی پورے کرنے ان کے لئے مشکل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے بچے کو پڑھا کر کیا کریں گے اول تو پڑھا نہیں سکتے۔ اور اگر کچھ تھوڑا بہت پڑھا بھی دیا تو وہ اتنی کمائی بھی نہ کر سکے جو وہ قالین بافی کی صنعت میں کام کرتے ہوئے کر پاتے ہیں۔ بہر حال اگر والدین کی حالت کو بہتر بنایا جا سکے تو وہ یقیناً اپنے بچوں کو کسی بھی صنعت میں کام کرنے کے لئے نہیں بھیجیں گے۔ قالین بافی بھی دیگر صنعتوں کی طرح ایک صنعت ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قالین بافی میں بے شک وقت زیادہ درکار ہو لیکن محنت کم ہوتی ہے۔ معلوم نہیں یہ بات کہاں تک درست ہے لیکن معاشرے کو اس بات کی ذمہ داری لینی چاہیئے کہ تمام بچوں کو سکول جانے کا موقعہ ملے اور وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔ تاکہ ملک کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہوں۔

برطانوی کمشنر

گذشتہ روز پاکستان میں متعین برطانوی ہائی کمشنر سر نکولس بیرنگٹن نے کہا

پاکستان اور ہندوستان نے انگلستان سے کشمیر کے متعلق ثالثی کے لئے کہا تو نہیں لیکن ہم آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ برطانیہ اس سلسلے میں کوئی کردار ادا کر سکے تو ہم یقیناً خوش ہوں گے۔ البتہ اس کردار کی ادائیگی کے لئے پاکستان اور ہندوستان دونوں کی طرف سے مشترکہ بات ہونی چاہیئے۔ برطانوی ہائی کمشنر صحافیوں سے بات کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ ہم ثالثی کے لئے تیار ہیں اگر پاکستان اور ہندوستان اس بات پر آمادہ ہو جائیں کہ وہ برطانوی ثالثی کو قبول کر لیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میرے خیال میں ہندوستان اس تجویز کو ہرگز منظور نہیں کرے گا۔ مسٹر بیرنگٹن نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی ظالمانہ رنگ میں خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس سلسلے میں برطانوی حکومت پہلے ہی اپنے خیالات کا اظہار کر چکی ہے۔ جب ان سے افغانستان کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وقت آن پہنچا ہے کہ قیام امن کی کوششیں ہونی چاہئیں اور ایسا سیاسی طور پر کیا جانا بہتر ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اسوقت عالمی طاقتیں اس بات پر متفق نظر آتی ہیں۔ اسی طرح افغانی اور ان کے ہمسائے بھی یہی چاہتے ہیں کہ جسطرح بھی ہو اقوام متحدہ کے ذریعے یہ مسئلہ حل ہو جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بات کو مسترد کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ کمیونسٹوں کو حکومت میں داخل کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کی تجویز لوگوں کے نمائندوں سے تعلق رکھتی ہے جو کابل میں یا ملک کے دیگر شہروں میں قیام پذیر ہیں۔ یہ سب مل کر عارضی حکومت بنا سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کوئٹہ کے قیام کے دوران وہ کئی افغان لیڈروں سے ملے ہیں۔ ان سب نے انہیں یقین دلایا ہے کہ وہ گفت و شنید کے ذریعے امن کے قیام کے خواہش مند ہیں۔

پاکستان اور منشیات

امریکہ کے قنصلر جو منشیات کے معاملات کے ذمہ دار ہیں نے گذشتہ روز کہا کہ امریکہ کی طرف سے مدد دیئے جانے کی اب یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ صدر امریکہ یہ سرٹیفکیٹ جاری کریں کہ امداد دیئے جانے والے ملک میں کاروبار منشیات کی کیا صورت ہے انہوں نے مزید کہا کہ صرف پاکستان کے لئے یہ شرط عائد نہیں کی گئی۔ انہوں نے پاکستانی حکومت کی اس بارے میں داد دی کہ منشیات کے سلسلے میں خاصی تگ و دو کی جا رہی ہے۔ اگرچہ اس بات کا بھی انہوں نے تذکرہ کیا کہ اس سلسلے میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو حکومت کو کرنی چاہئیں سرکاری نمائندوں سے اسلام آباد میں باتیں کرتے ہوئے امریکن سنٹر میں انہوں نے بتایا کہ جو لوگ خاص طور پر منشیات کا کاروبار کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی ضرورت ہے۔ جن جگہوں پر ہیروئن تیار کی جاتی ہے ان کو بھی تباہ کرنا باقی ہے۔ اور جو ان لیبارٹریوں کے مالک ہیں انہیں سزا دینے کی ضرورت ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پوست کی زراعت میں پاکستان میں کسی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت آٹھ ہزار ایکڑ پر پوست کاشت کیا جاتا ہے۔ اور ان کے حاصل کردہ اعداد و شمار کے مطابق ہیروئن بنانے کی ۵۰ لیبارٹریاں قبائلی علاقوں میں موجود ہیں۔ میگنم نے اس خیال کا اظہار کیا کہ دستور پاکستان اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ پاکستان اپنے قوانین کو قبائلی علاقوں پر لاگو کرے۔ کیونکہ جو کچھ قبائلی علاقوں میں ہو رہا ہے اس کا بلاواسطہ پاکستان پر اثر پڑتا ہے۔ انہوں نے اس بات کی ضرورت پر بھی زور دیا کہ قبائلی علاقوں میں سڑکیں تعمیر کرنے کی اور گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک بات جو انہوں نے کہی اور جسے وسیع پیمانے پر لوگوں کے سامنے لایا جانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حکومت تمام لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرے کہ ہیروئن کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ایک سروے کے مطابق پاکستان میں اس وقت بارہ لاکھ افراد ہیروئن کے عادی ہیں۔ یہ اعداد و شمار ۱۹۸۸ء کے ہیں۔ ہیروئن کی تیاری کے سلسلے میں انہوں نے بتایا کہ ۱۶۵ پونڈ افیم سے ایک ٹن ہیروئن بنائی جاتی ہے۔ اور پاکستان میں اس وقت ۵۵ ٹن ہیروئن ہر سال استعمال کی جاتی ہے۔ اور جو ہیروئن کی مقدار یہاں تیار نہیں کی جا سکتی وہ افغانستان سے یہاں پہنچا دی جاتی ہے۔ وہاں پر ۵۷۰ ٹن افیم ہر سال تیار کی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ افیم سے ہیروئن بنانے کے لئے صرف ۲۴ گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا بھی کھلے الفاظ میں اظہار کیا کہ پاکستان امریکہ سے اس بات میں تعاون کر رہا ہے کہ منشیات کی تجارت کو کسی طرح روکا جائے۔

یوم دولت مشترکہ

۹ مارچ کو ۵۰ رکن ممالک میں یوم دولت مشترکہ منایا گیا۔ اس روز موضوع "مستقبل میں شراکت" تھا۔ اس موقعہ پر حکومتوں کو اور عوام الناس کو اس بات پر تجدید عہد کا موقعہ ملا کہ وہ دولت مشترکہ کو قائم رکھیں گے اور اس کے ہدف حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ملکہ الزبتھ جو دولت مشترکہ کی سربراہ ہیں نے ایک پیغام جاری کیا جو تمام ملکوں میں پھیلایا گیا۔ چونکہ اس دن کا موضوع "مستقبل میں شراکت" تھا اس لئے اس بات پر زور دیا گیا کہ جس قدر بھی اتفاق کیا جا سکے کرنا چاہیئے تاکہ سب مل جل کر آگے بڑھ سکیں۔ ہرارے میں منعقد ہونے والی دولت مشترکہ کی کانفرنس میں بھی اس بات پر غور کیا گیا تھا اور اب اسے مدنظر رکھا گیا کہ موجودہ حالات میں اس بات کی ضرورت ہے کہ دولت مشترکہ کو ایک جیتی جاگتی تنظیم ثابت کیا جائے اور بدلتے ہوئے حالات میں اسے زمانے کے مطابق ڈھالا جائے۔ اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ دولت مشترکہ ایک بے مقصد تنظیم ہو کر رہ جائے گی۔ پاکستان میں بھی اس دن کی مناسبت سے وزارت تعلیم نے پوسٹر شائع اور تقسیم کئے۔ زیادہ تر یہ پوسٹر تعلیمی اداروں کو دئے گئے جن میں پرائمری اور ثانوی ادارے شامل ہیں۔ اس موقعہ پر ایک سیمینار بھی منعقد کیا گیا۔ جس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ پاکستان دولت مشترکہ کے ہدف کے حصول میں اپنا کردار کس طرح ادا کر سکتا ہے اور اس کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کیا کوششیں کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

منشیات کی روک تھام

اگر معاشرے میں گھٹن ہو اور نوجوانوں کو ایسے سامان مہیا نہ کئے جائیں جن سے وہ اپنے تفریح پروگرام ترتیب دے سکتے ہوں تو یہ بات یقیناً ان کی صحت کے لئے خاصی مضر ثابت ہو سکتی ہے۔

گذشتہ روز سائیکاٹرک سوسائٹی پاکستان کے صدر پروفیسر آئی۔ اے۔ کے ترین نے کہا کہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ معاشرے کی طرف سے ایسے مراکز قائم کئے جائیں۔ جہاں نوجوان اپنے تفریحی پروگرام تشکیل دے سکیں۔ ان کی عدم موجودگی میں بہت حد تک ذہنی گھٹن ان کی اخلاقی اقدار کو تباہ کرنے کا باعث بنتی ہے۔ آپ ایک ایسے ورکشاپ میں تقریر کر رہے تھے جس میں منشیات کے متعلق تذکرہ تھا۔ یہ تقریب میو ہسپتال کے محکمہ سائیکاٹری میں منعقد کی گئی تھی۔ اسے سائیکاٹری کے طلباء کی ایسوسی ایشن جو منشیات روکنے کے لئے کام کرتی ہے اور پاکستان کی وہ سوسائٹی جو منشیات کے عادیوں کو نشے کی عادت سے واپس لاتی ہے نے ملکر انتظام کیا تھا۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل پروفیسر بشیر احمد اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ پروفیسر ترین نے کہا کہ اس تقریب کا موضوع یہ ہے کہ منشیات کے عادی لوگوں کی ابتدائی طور پر تشخیص اور ان کا علاج کس طرح ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ اس بات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے کہ نشہ کیوں شروع کیا جاتا ہے

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا
(ایک ادبی نکتہ)

مکرم ملک جمیل الرحمٰن صاحب رفیق وکیل التصنیف۔ ربوہ لکھتے ہیں:

چند دن ہوئے الفضل میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی ایک دعائیہ نظم شائع ہوئی تھی اس میں ایک شعر یوں تھا:

خالق الخلق ربی الاعلےٰ
حیّ و قیوم محی یِ الموتےٰ

محی یِ الموتےٰ کی کتابت کے بارہ میں کچھ عرض کرنا اس وقت مقصود ہے۔ آپ نے جہاں سے اقتباس کیا ہے وہاں بھی املا اسی طرح کی ہوئی ہے۔ گویا آپ نے نقل مطابق اصل کا اصول اپنایا ہے۔

گذارش ہے کہ محی یِ الموتےٰ میں ی کے نیچے زیر عربی قواعد کے لحاظ سے درست نہیں اس قسم کی ی زیر اور پیش کو قبول نہیں کرتی۔ بلکہ ثقیل ہونے کی وجہ سے گر جاتی ہے۔ ہاں زبر کو قبول کرتی ہے۔ لہٰذا محیِ یَ الموتےٰ لکھنا درست ہوگا۔ یوں بھی یہ لفظ شعر میں منادیٰ استعمال ہوا ہے۔ اور منادیٰ جب مضاف ہو تو منصوب ہوتا ہے۔ اور اس شعر میں یہی کیفیت ہے۔ سو زبر کی صورت میں یہ لفظ درست بھی ہوگا اور وزن بھی ٹھیک رہے گا۔ اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

دوسری عرض یہ ہے کہ محی یَ الموتےٰ کی اصل کتابت مُحْیِیَ الموتےٰ ہے۔ ایک ی کو الگ لکھنا اجنبی سا لگتا ہے۔ ابتداء میں جب املا کے قوانین ابھی STANDARDIZE نہیں ہوئے تھے اس طرح کی ی الگ لکھ لی جاتی تھی۔ مثلاً اَنْ یُحْیِ یَ الْمَوْتےٰ یا اَنْ یُحْیِیَ الْمَوْتےٰ۔ لیکن موجودہ طرز کتابت میں اَنْ یُحْیِیَ الموتیٰ لکھا جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ بالا شعر میں مُحْیِ یِ المَوْتیٰ کی بجائے مُحْیِیَ الموتیٰ لکھا جانا ٹھیک رہے گا۔

بقیہ: صـ۱ سے آگے

بیوی سے معاشرت کرے نہ اس لئے کہ طبعی تقاضا ہے بلکہ اس لئے کہ (تم ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کرو) کا حکم ہے اور اس لئے کہ (تم چاہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ چھوڑا ہے) کا ارشاد ہے۔ اس سے نیکی کے کاموں میں پہلا جزو پیدا ہوگا جس کو اخلاص کہتے ہیں پھر ان سارے کاموں میں

صواب ہو۔ اور یہ تب حاصل ہو سکتا ہے کہ ساری الٰہی رضامندیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور حکم کے نیچے ہوں۔ کیونکہ وہ کامل انسان اللہ تعالیٰ کا سچا پرستار بندہ تھا۔"
(خطبہ نکاح فرمودہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۲ء)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

زیادہ عرصہ تک جاری نہیں رہ سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ منافع کے حصول کے لئے آزاد خرید و فروخت اور پیداواری نظام کے ذریعہ کمائی ہوئی دولت کی فراوانی اور اس کی تقسیم میں عدم مساوات اس کرۂ ارض پر امن کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا راستہ بند کرتی ہے اور جنگ و جدال کا راستہ کھولتی ہے۔

اس بات پر بحث کی جا سکتی ہے۔ کہ اگر اشتراکی سماجی نظام میں بھی دولت کی فراوانی ہو جائے تو اس میں بھی زیادہ خرچ کرنے کا رجحان پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ مفروضہ صحیح ہے۔ لیکن یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ خرید و فروخت کے ذریعہ منافع کے حصول کے معاشی نظام کی بہ نسبت اشتراکی نظام کے ڈھانچے میں حالات کی مناسبت سے رنگ اختیار کرنے کی زیادہ صلاحیت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خرید و فروخت کے ذریعہ منافع کے حصول کے معاشی نظام میں مرکزی منصوبہ بندی اور دخل اندازی آزاد انفرادی سرمایہ کاری کے بنیادی اصولوں کی نفی کرتے ہیں۔

اگر یہ اندازے صحیح ثابت ہوتے ہیں تو اشتراکیت کے جسم میں دوبارہ جان پڑ جائے گی اور وہ چلنا پھرنا شروع کر دے گا۔ خواہ اس پر انتہائی شوق سے اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے والوں کو کتنا ہی دکھ ہو۔

(AFTER DEFEAT, DEFIANCE BY IQBAL JAFAR, DAWN 31, DECEMBER 1991)

(پندرہ روزہ المصلح ۱۶ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء)

بقیہ: صـ۴ سے آگے

کرتا اور زیادہ سے زیادہ روپیہ (دین) کی اشاعت کے لئے نہیں دیتا۔ تو گو عام حالات میں اس کا اچھا کھانا پینا اور پہننا اسراف میں شامل نہ ہو۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کا اپنے کھانے پینے اور پہننے پر زیادہ خرچ کرنا یقیناً اسراف میں شامل ہوگا۔"

اور فرمایا:۔ "جب کسی قوم میں اسراف پیدا ہو جائے تو وہ ...... یقینی طور پر تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔"

ہر احمدی مرد و زن خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے کو فضول خرچی اور اسراف سے احتراز اور کلیتہً پرہیز کرنا چاہیئے اور وہ روپیہ بچا کر خدمت دین میں لگانا چاہیئے۔

بقیہ صـ۶ سے آگے

اور کس طرح یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون سا شخص اس بری عادت میں ملوث ہو رہا ہے تا کہ فوری تشخیص کر کے اسے اس عادت سے روکا جا سکے۔ اس موقعہ پر یہ بات بھی سامنے آئی کہ حکومت کو ایسے مراکز قائم کرنے چاہئیں جہاں مشورے دیئے جا سکیں اور رہنمائی کی جا سکے اور یہ مراکز زیادہ تر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں قائم کئے جانے چاہئیں۔ تا کہ نوجوان طالب علموں کو ان کی زندگی کے مستقبل کے متعلق ضروری رہنمائی مہیا کی جائے۔ اخبارات اور ریڈیو۔ ٹی۔ وی سے بھی یہ اپیل کی گئی کہ اس سلسلے میں وہ اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیں۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

میں برکت اللہ ولد مکرم مولوی محمد امین صاحب قوم گورگیج پیشہ معلم اصلاح و ارشاد عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۷۲ء۔ ساکن گورگیج ۵۔P خاص ضلع لاڑکانہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰۔۱۰۔۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) زرعی زمین چھ گھنٹہ اور دو ایکٹر مالیتی/۔۲۵،۰۰۰ روپے ترکہ والدین۔
(۲) زرخرید زمین تین ایکٹر مالیتی/۔۲۷،۰۰۰ روپے
(۳) ایک گائے مالیتی/۔۴۰۰۰ روپے
(۴) مکان خام بر قبہ ایک ہزار فٹ مالیتی/۔۲۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ/۔۹۷۰ روپے ماہوار بصورت الاؤنس اصلاح و ارشاد مل رہے ہیں اور مبلغ/۔۱۰،۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ برکت اللہ ولد مکرم مولوی محمد امین صاحب بمقام گورگیج ۵۔P خاص تحصیل دارہ ضلع لاڑکانہ۔ گواہ شد نمبر ۱ نعمت اللہ گورگیج برادر موصی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ غلام الدین ولد یار محمد چانڈیہ گورگیج ضلع لاڑکانہ۔

فہرست معاونین خصوصی تحریک جدید

بفضلِ خدا ہر سال دفتر ہذا کی طرف سے ۲۹ رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست حضور انور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ معاونین خصوصی کی فہرست بھی بھجوائی جاتی ہے۔ اس لئے جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ ان دوستوں کی فہرست جن کے وعدے معاونین خصوصی کے معیار کے ہیں۔ دفتر ہذا کو الگ طور پر بھجوا دیں۔ خواہ ان کی وصولی جزوی طور پر عمل میں آئی ہو۔ تا ان کے لئے بھی ان کی نمایاں قربانی کے پیشِ نظر حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جائے۔

(وکیل المال اول۔ تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے وفاقی وزیر مواصلات غلام مرتضیٰ جتوئی کو برطرف کر دیا ہے وہ سابق نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی برطرفی کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ یاد رہے کہ غلام مصطفیٰ جتوئی نے سندھ میں حکومتی پارٹی کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

○ مشہور سندھی سیاستدان مخدوم امین فہیم نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ سندھ کی نئی حکومت سے اس شرط پر مفاہمت کی گئی ہے کہ سیاسی انتقام کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا۔ اگر اس کے باوجود یہ سلسلہ جاری رہا تو ہمیں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی پڑے گی انہوں نے کہا کہ انہوں نے ہمیشہ پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا ہے۔

○ پاکستان نے آسٹریلیا کو اس کی ہوم گراؤنڈ پر شکست دے کر ورلڈ کپ کرکٹ ٹورنامنٹ میں پاکستانی ٹیم کے بارے میں حاسدوں کے منہ بند کر دیئے ہیں۔ اس طرح سے پاکستان نے ۱۹۸۷ء کے ورلڈ کپ میں لاہور میں آسٹریلیا کے ہاتھوں اپنی شکست کا بدلہ لے لیا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے قرار دیا ہے کہ پولیس کو کسی ملزم کی سرعام تذلیل کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

○ انسانیت سوز سلوک کا نشانہ بننے والی لڑکی کے مقدمہ میں ملزموں کو بے گناہ قرار دینے والے ڈی ایس پی کے رویے کے خلاف ہائی کورٹ نے سخت نوٹس لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ "اس پولیس آفیسر کو اختیارات کے نشے میں عدالت کا بھی احترام نہیں رہا"۔

○ ساہیوال میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ایک شہری ہلاک اور ایک خاتون شدید زخمی ہو گئی۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ میں ڈاکوؤں کو پولیس میں بھرتی کیا جا رہا ہے اور قانون پسند شہریوں کو جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ آئی جے آئی کے ٹوٹنے سے مسلم لیگ پر نواز شریف کی گرفت کمزور پڑ جائے گی۔ دوسری پارٹیوں کو شکایت ہے کہ انتخابات میں ووٹ تو آئی جے آئی کے نام سے حاصل کئے گئے لیکن فائدہ صرف مسلم لیگ اٹھا رہی ہے۔

○ کوآپریٹو اداروں کے بحران کے عدالتی کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ کوآپریٹو اداروں کی تباہی کے ذمہ دار پیپلز پارٹی کے لیڈر ہیں۔

○ پیپلز پارٹی کے لیڈروں سلمان تاثیر اور خواجہ طارق رحیم نے کہا ہے کہ کوآپریٹو عدالتی کمیشن نے تحقیقات کی بجائے صرف حکمرانوں کا قصیدہ لکھنے کا تکلف کیا ہے۔ کمیشن نے متاثرین کی رقوم کے بارے میں بھی کچھ نہیں بتایا۔

○ پیپلز پارٹی اور سندھ کے نئے وزیر اعلیٰ مظفر شاہ کے درمیان عرفان اللہ مروت کو مشیر بنانے پر اختلاف ہے۔ اگر پیپلز پارٹی عرفان اللہ مروت کو بطور مشیر مان لے تو اس کی بعض دیگر شرائط تسلیم کرنے کی پیشکش کی گئی ہے۔ غلام مصطفیٰ جتوئی اس مسئلے کا حل نکالنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ سید مظفر شاہ نے کہا ہے کہ اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو سے ان کی کوئی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم دونوں میں کوئی مفاہمت موجود ہے۔ عرفان اللہ مروت کی کابینہ میں شمولیت کے سوال کو انہوں نے ٹال دیا۔

غیر ملکی خبریں

○ روس نے دور مار میزائیلوں پر پابندی سے متعلق مذاکرات پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ روس نے پہلی بار اس تجویز سے اتفاق کیا ہے۔

○ عرب اسرائیل مذاکرات میں فلسطینیوں کی ترجمان مسز حنان اشراوی نے کہا ہے کہ عربوں کی طرف سے مذاکرات کے بائیکاٹ کا کوئی امکان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ دو طرفہ مذاکرات میں اچھی پیش رفت ہوئی ہے۔

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.

accom 111-89